بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید، عقیدہ اور فقہ کے مفید مبادیات



مؤلف :

ابو عبدالرحمن یحي بن علی الحجوری

مترجم:

کے. ابو یاسر امین الرحمن عمری مدنی

توحید، عقیدہ اور فقہ کے مفید مبادیات

مؤلف :

ابو عبد الرحمٰن یحیی بن علی الحجوری

مترجم:

کے. ابو یاسر امین الرحمٰن عمری مدنی

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب: توحید، عقیدہ اور فقہ کے مفید مبادیات

مؤلف: ابوعبدالرحمٰن یحیی بن علی الحجوری

مترجم: کے.ابویاسرامین الرحمٰن عمری مدنی بن کے.سعداللہ باشا

اہتمام: نذیــــر بن بشیــــر

سن اشاعت: اپریل 2010

تعداد: 1000 (ایک ہزار)

قیمت: 20/- روپے

رابطہ کیلئے :

موبائل نمبر: 09341169076, 09895893806

(یہ کتاب انگریزی میں بھی دستیاب ہے)

مقدمة

الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له، واشهد ان محمدا عبده ورسوله، امابعد:

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرہ:133) ''کیا یعقوب (علیہ السلام) کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء واجداد ابراہیم (علیہ السلام)، اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی، جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمان بردار رہیں گے''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، کہ انہوں نے کہا: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھا۔ آپ نے فرمایا: ((يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ، اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)) (ترمذی، حسن) ''اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں۔ تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کرے گا تو اسے تو اپنے سامنے پائے گا (یعنی اس کی حفاظت اور مدد تیرے ساتھ ہوگی)۔ جب مانگ تو صرف اللہ سے مانگ، جب مدد طلب کر تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کر اور یہ بات جان لے کہ اگر سارے

لوگ بھی مل کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر وہ تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے (لکھ کر فارغ ہو گئے) اور صحیفے (نوشتۂ ہائے تقدیر) خشک ہو گئے''۔

یہ اور اس جیسی بے شمار آیتیں اور حدیثیں بچوں کو توحید، اللہ کی عبادت کے طریقے، اس کے حدود وقیود کی حفاظت، اس پر کما حقہ توکل، اس کا استحضار، اور اچھی، بری تقدیر پر ایمان رکھنے جیسی بنیادی باتیں سکھانے کی دلیل ہیں۔

یہی صحیح شرعی تربیت ہے۔ اگر کوئی ان خطوط پر پروان چڑھے تو اس کے تعلق سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں میں سے ہوگا۔۔ انہی باتوں سے مجھے تحریک ملی کہ میں توحید، عقیدہ اور فقہ کی بنیادی باتوں پر مشتمل عام فہم رسالہ قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھوں۔

مجھے اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ یہ رسالہ بچوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

ابو عبدالرحمن یحیٰی بن علی الحجوری

رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿1﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ تم کو کس نے پیدا کیا؟

تو کہو: مجھے اور ساری مخلوقات کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

﴿ اَللّٰهُ خٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الزمر:62) ''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے''۔

﴿2﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ تمہارا رب کون ہے؟

تو کہو: اللہ میرا اور ہر چیز کا رب ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الانعام:164) '' آپ کہہ دیجیے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور رب کو تلاش کروں، حالانکہ وہی ہر چیز کا رب (اور مالک) ہے''۔

دوسری جگہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الفاتحہ:2) ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے''۔

﴿3﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ اللہ نے تمہیں کس لیے پیدا کیا؟

تو کہو: اس نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاریات:56) ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

﴿4﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ تمہارا دین کیا ہے؟

تو کہو: میرا دین اسلام ہے، جو سچا مذہب ہے۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران:19) ''بیشک دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے''۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ ﴾ (التوبہ:33) ''اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے''۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے: ﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران: 85) ''اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے

اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا''۔(*)

﴿5﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ تمہارے نبی کون ہیں؟

تو کہو: میرے اور پوری امت کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:40)

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں''۔

ارشاد ربانی ہے:﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ (الجمعہ:2) ''وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں، ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''۔

(*) اسلام ہی سیدھا راستہ ہے۔ دلیل نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، (ایک مثال دینے کے بعد) وہ فرماتے ہیں: ((والصراط الإسلام))۔ (مسند احمد، صحیح: 182/4) ''اور راستہ سے مراد اسلام ہے''۔

جو شخص اس پر جما رہا ان شاء اللہ وہ اس پُل پر بھی سلامتی سے گزرے گا جو جہنم پر ہوگا۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا۔ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا﴾ (مریم:71) ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور آنے والا ہے۔ یہ بڑے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''......امانت اور رشتے ناطے کو کھڑا کیا جائے گا تو وہ دونوں پُل کے دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑے ہوجائیں گے، پھر تم میں کا پہلا شخص بجلی کی طرح گزر جائے گا، پھر (کوئی) ہوا کی طرح، پھر (کوئی) پرندے کی طرح اور کوئی تیز رو لوگوں کی طرح نکل جائے گا۔ ان کے اعمال انہیں لیے تیز دوڑ رہے ہوں گے...... یہاں تک کہ بندوں کے اعمال (انہیں لے جانے سے) عاجز آجائیں گے......پُل کے دونوں جانب کچھ کانٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور وہ حکم الٰہی کے تابع ہوں گے، جسے پکڑنے کا حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے، کسی کو صرف خراش آئے گی اور وہ بچ نکلے گا اور بعض تو جہنم میں جھونک دیے جائیں گے''۔ (مسلم)

امام بخاریؒ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پُل لایا جائے گا اور اسے جہنم پر رکھا جائے گا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! پل کیا ہے؟ فرمایا: پھسلانے اور پھسلنے کی جگہ۔ اس پر کئی آنکڑے اور کانٹے ہوں گے...... کچھ لوگ تو صحیح سالم بچ نکلیں گے اور کچھ کو صرف خراش لگے گی، لیکن وہ بھی بچ نکلنے میں کامیاب ہوں گے، اور بعض وہ ہوں گے جنہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا''۔

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَـآمِـنُـوْا بِـاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِـاللّٰـهِ وَكَلِمَـتِهِ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف:158) ''پس تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی امی پر جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان کی اتباع کرو، تا کہ تم ہدایت پالو''۔ ﴿اس کی مزید تفصیل نکتہ نمبر:8 میں دیکھ لیں﴾

﴿6﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ بندے پر سب سے پہلا فرض کیا عائد ہوتا ہے؟

تو کہو: (انسان پر پہلا فرض جو عائد ہوتا ہے وہ) اللہ تعالیٰ کی توحید کا علم حاصل کرنا۔ دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ﴿اِنَّكَ تَـقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَـا تَـدْعُـوْهُـمْ اِلٰـى اَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى﴾ (بخاری، مسلم۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں) ''تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، تو سب سے پہلے تم انہیں اللہ تعالی کی وحدانیت (یعنی توحید) کی طرف دعوت دو''۔

﴿7﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کا کیا معنی ہے؟

تو کہو: اس کا معنی ''لَا مَعْبُودَ بِحَقٍّ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿فَـاعْـلَـمْ اَنَّهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد:19) ''سو تم جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ (الحج:62)

''یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے''۔

﴿8﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ "محمد رسول الله" کے کیا معنی ہیں؟

کہو: آپ ﷺ تمام جن وانس کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَـآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سبا:28) ''اور ہم نے تو آپ ﷺ کو سارے ہی لوگوں کے لیے بھیجا ہے''۔

اور ہم سب پر ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں، آپ (کی بتائی ہوی تمام

باتوں) کو سچ مانیں اور ان کاموں سے رُک جائیں جن سے آپ ﷺ نے روکا ہے۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النور:54) ''آپ کہہ دیجیے تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَانَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَاأَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَااسْتَطَعْتُمْ﴾ (بخاری و مسلم) ''جس سے میں تم کو روکوں اس سے رک جاؤ، اور جس کا تمہیں حکم دوں اسے طاقت بھر بجالاؤ''۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿هٰـذَا مَـاوَعَـدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ (یٰسین:52) ''یہ وہ باتیں ہیں جن کا وعدہ رحمٰن نے کیا تھا، اور جن کو رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا''۔

﴿9﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ اللہ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے؟

تو کہو: اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اس کی دلیل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَلَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا﴾ (بخاری، مسلم) ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ اس بندے کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو''۔

﴿10﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ شرک کیا ہے؟

تو کہو: غیر اللہ کی عبادت کو شرک کہتے ہیں۔ یعنی ہر وہ چیز جو اللہ عزوجل کے لیے عبادت (کے طور پر) کی جاتی ہو اس کو اللہ کے علاوہ دوسروں کے لیے بجالانا شرک کہلاتا ہے۔ دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء:36) ''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''۔

﴿11﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ ذی روح (جاندار) کی تصویر بنانے کا کیا حکم ہے؟

تو کہو: جاندار کی تصویر بنانا گناہ کبیرہ ہے۔ دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ﴾ (بخاری، مسلم) ''قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا''۔

ابو جُحَیفَۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے...... اور آپ نے تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے''۔ (بخاری)

جب تم سے کہا جائے کہ جاندار کی تصویر بنانے سے شرک کا کیا تعلق ہے؟ تو کہو: جانداروں کی تصویر بنانا اللہ کی صفتِ تخلیق کے مشابہ ہے۔ دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ﴾ (بخاری، مسلم) ''قیامت کے دن اللہ کے ہاں زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق کی تخلیق کی نقل کرنا چاہتے ہیں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي......﴾ (بخاری، مسلم) ''اس سے زیادہ ظالم کون جو میری تخلیق کی سی تخلیق کرنا چاہتا ہے''۔

﴿12﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ عبادت کی تعریف کیا ہے؟

تو کہو: (عبادت) ہر اس چیز کا جامع نام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا اور اس سے خوش ہوتا ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ (الزمر: 7)

''اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو) اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا''۔

﴿13﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے؟

تو کہو: اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے، اپنے عرش پر قائم (مستوی و بلند) ہے۔ دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ءَ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَآءِ أَن يَخۡسِفَ بِكُمُ الۡأَرۡضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ﴾ (الملک:16) ''کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے۔ اور اسی کا فرمان ہے: ﴿الرَّحۡمَٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوَىٰ﴾ (طٰہٰ:5) ''وہ رحمٰن ہے جو عرش پر مستوی (بلند) ہوا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿يَنۡزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيۡلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنۡيَا حِينَ يَبۡقَى ثُلُثُ اللَّيۡلِ الآخِرِ، يَقُولُ: مَنۡ يَدۡعُونِي فَأَسۡتَجِيبَ لَهُ، مَنۡ يَسۡأَلُنِي فَأُعۡطِيَهُ، مَنۡ يَسۡتَغۡفِرُنِي فَأَغۡفِرَ لَهُ﴾ (بخاری، مسلم) ''ہمارا رب تبارک وتعالی ہر رات جب رات کا آخری پہر باقی رہتا ہے، آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور پوچھتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے، تا کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے، تا کہ میں اسے دے دوں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے، تا کہ میں اسے معاف کردوں''۔

اس حدیث میں ''نزول'' کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی اوپر سے اترنے کے آتے ہیں۔

﴿14﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ ہمارے ساتھ ہے؟

تو کہو: اللہ اپنے علم کے اعتبار سے ہمارے ساتھ ہے۔ دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَهُوَ مَعَكُمۡ أَيۡنَ مَا كُنتُمۡ﴾ (الحدید:4) ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم رہو''۔

اسی طرح اس کا فرمان ہے: ﴿وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَٰوَٰتِ وَفِي الۡأَرۡضِ يَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَجَهۡرَكُمۡ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُونَ﴾ (الانعام:3) ''اور وہی ہے معبودِ برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی، وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہری احوال کو بھی جانتا ہے اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے''۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: ''(اس آیت سے) مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہی وہ واحد ذات ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ اور علانیہ بات کو جانتی ہے''۔

﴿15﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ اسلام کی تعریف کیا ہے؟

تو کہو: (اسلام) توحید کو مان کر اللہ کے حوالے ہو جانے، اطاعت کے ذریعے اس کے تابع ہو جانے اور شرک سے پاک رہنے کا نام ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُۥٓ أَسْلِمُوا۟ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُخْبِتِينَ﴾ (الحج:34) ''تمہارا معبود برحق صرف ایک ہی ہے، تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے''۔

اور اسی کا فرمان ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (آل عمران:102) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہیں ہرگز بھی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان (مطیع وفرمانبردار) ہو''۔

﴿16﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ اسلام کے ارکان کتنے ہیں؟

تو کہو: (اسلام کے) پانچ ارکان ہیں۔ دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ۔ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) (بخاری، مسلم) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا''۔

﴿17﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ کیا دین اسلام مکمل دین ہے؟ یا اس کو مکمل کرنے کی ضرورت ہے؟

تو کہو: اسلام کامل دین ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَـٰمَ دِينًا﴾ (المائدہ:3) ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا''۔

﴿18﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ مسلمان اپنا دین کہاں سے سیکھیں؟

تو کہو: مسلمان اپنا دین قرآن وحدیث سے سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق حاصل کریں۔

دلیل فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ﴾ (العنکبوت: 51) ''کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب (قرآن) اتاری جوان پر پڑھی جارہی ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (النساء: 59) ''اگر تمہیں کسی چیز میں اختلاف ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، بشرطیکہ تمہیں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہو''۔

سورۂ فاتحہ میں ارشاد ہے: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ ''ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غصہ کیا گیا اور نہ گمراہوں کی''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ (النساء: 115) ''جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود رسول ﷺ سے اختلاف کرے اور تمام مومنوں کا راستہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو، اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے''۔ (اس کے بعد آنے والی حدیث بھی دیکھ لیں)۔

﴿19﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟

تو کہو: میں سنی اور سلفی ہوں۔ دلیل عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((فَعَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُم وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) (ابوداؤد، حسن) ''تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑلو، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو، (دین میں) نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچو، اس لیے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

﴿20﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ اہلِ زمین کے لیے پہلے اور آخری رسول کون بھیجے گئے؟

تو کہو: سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری رسول تمام نبیوں میں افضل ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں۔ آپ کی بعثت قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے پہلی (نشانی) ہے۔ اور ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان تمام (نبیوں) پر ایمان لائیں۔ دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے قیامت کے دن اہل محشر (حساب و کتاب کے لیے جمع ہوے لوگوں) کے متعلق فرمایا: ﴿فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَانُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا﴾ (بخاری، مسلم) ''لوگ نوح کے پاس آکر کہیں گے، اے نوح! آپ ہی زمین والوں کی طرف سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے، اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندے کے نام سے یاد فرمایا ہے''۔

اس بات کی دلیل کہ سب سے آخری رسول محمد ﷺ ہیں، فرمان الٰہی ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (الاحزاب:40) ''محمد ﷺ تم میں سے کسی شخص کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَانَبِيَّ بَعْدِي﴾ (مسلم) ''اور میں نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

اس بات کی دلیل کہ آپ تمام نبیوں میں افضل ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، (بخاری، مسلم) ''میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار رہوں گا''۔

اس بات کی دلیل کہ ہمارے لیے ان تمام (رسولوں اور نبیوں) پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا گویا اس نے ان تمام کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ءَامَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ ءَامَنَ بِاللَّهِ وَمَلَٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَانُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ﴾ (البقرہ:285) ''رسول ان چیزوں پر ایمان لایا جو اس کی طرف اللہ کی جانب سے اتریں اور مومن بھی ایمان لائے۔ یہ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں،

کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان ہم فرق نہیں کرتے''۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ☆ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا﴾ (النساء:150-151)(*)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر ہم ایمان لائیں گے اور بعض پر نہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان سے کوئی (اور) راستہ نکالیں۔ (یقین مانو کہ) یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت والی سزا تیار کر رکھی ہے''۔

اس بات کی دلیل کہ آپ ﷺ قیامت کی نشانیوں میں پہلی (نشانی) ہیں، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا، وَاَشَارَ بِاُصْبُعَیْهِ﴾ (بخاری، مسلم) ''میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں، اور آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَیْنِ﴾ (بخاری، مسلم) ''مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے، اور آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر بتایا''۔

(*) مذکورہ آیت کے آخری حصے سے اور درج ذیل دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور جہنم اب بھی موجود ہیں:

❁ ﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ﴾ (آل عمران:131) ''اور تم اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

❁ ﴿وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ (آل عمران:133) ''اور تم اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف لپک پڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

﴿21﴾ تم سے پوچھا جائے کہ تمام رسولوں نے لوگوں کو کس طرف دعوت دی؟

تو کہو: تمام رسولوں نے لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف دعوت دی۔

دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل: 36) ''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو''۔

﴿22﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ توحید کی تعریف کیا ہے، جس کی طرف تمام رسول بلاتے ہیں؟

تو کہو: (توحید یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کو اسکی عبادت میں اکیلا قرار دیا جائے۔ دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾ (النساء: 36) ''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو''۔

اسی طرح سورۂ اخلاص میں فرمایا گیا ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ☆ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ☆ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ☆ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ ''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک (ہی) ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کے برابر ہے''۔

﴿23﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ توحید کی کتنی قسمیں ہیں؟

تو کہو: توحید کی تین قسمیں ہیں:

(1) توحید ربوبیت۔

(2) توحید الوہیت۔

(3) توحید اسماء وصفات۔

دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ۔''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے''۔ اسی طرح اس کا فرمان ہے: ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ (مریم: 65) ''آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا رب وہی ہے تو اس کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر جم جاؤ، کیا تم اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی جانتے ہو؟''۔ مذکورہ دونوں آیتوں میں توحید کی تینوں قسمیں پائی جاتی ہیں۔

﴿24﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ سب سے بڑی نیکی (*) اور برائی کیا ہے؟

تو کہو: سب سے بڑی نیکی اللہ عزوجل کی توحید ہے اور سب سے بڑی برائی اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء:48) ''یقیناً اللہ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے''۔

اسی طرح اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ☆ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ☆ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الشعرا:100۔102) ''ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں اور نہ کوئی سچا غم خوار دوست، کاش کہ ہمیں ایک مرتبہ پھر (دنیا میں) جانا ملتا تو ہم پکے سچے مومن بن جاتے''۔

انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي)) (میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کیلئے ہے)، اسے احمد نے روایت فرمایا اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کی سفارش سے وہ مسلمان سرفراز ہو سکتے ہیں جو کبیرہ گناہ کرنے والے ہوں، مشرک کے لئے سفارش نہیں ہوگی۔

مسلم میں جابر بن عبداللہ ﷜ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ﴾۔

''جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو وہ جنت میں جائے گا اور جس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا''۔

(*) توحید کو نیکی کا نام دیا جانا عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷜ کی مرفوع حدیث (جو صحیح ہے) سے ثابت ہے، یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے۔ اور شرک کو سب سے بڑی برائی کا نام اس آیت میں دیا گیا ہے: ﴿بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرۃ:81) ''یقیناً جن لوگوں نے بھی برا کام کیا اور اس کی نافرمانیوں نے انہیں گھیر لیا تو وہ جہنمی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مجاہدؒ اور ابو وائلؒ وغیرہ کہتے ہیں، جیسا کہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت مذکور ہے۔ اس آیت میں ''سیئۃ'' (برائی) سے مراد شرک ہے۔ اس سے گمراہ خوارج کی جہالت واضح ہو جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ گنہگار مسلمان کافر ہیں۔ جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں''۔

﴿25﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ دین کے کتنے مراتب (درجات) ہیں؟

تو کہو: دین کے تین مراتب ہیں۔ اسلام، ایمان اور احسان۔ دلیل صحیح مسلم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث نمبر (8) ہے، جس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے متعلق پوچھا۔

﴿26﴾ جب تم سے پوچھا جائے کہ ایمان کیا ہے؟

تو کہو: نُطْقٌ بِاللِّسَانِ، وَاعْتِقَادٌ بِالْقَلْبِ، وَعَمَلٌ بِالْجَوَارِحِ، وَهُوَ يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ، وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ. (ایمان زبان سے اقرار، دل سے اعتقاد اور اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کا نام ہے جو اطاعت وفرمانبرداری سے بڑھتا ہے اور معصیت ونافرمانی سے کم ہوتا ہے)۔

اس بات کی دلیل کہ ایمان زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْبِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ: لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ)) (بخاری، مسلم) ''ایمان کی تہتر (73) یا ترسٹھ (63) سے زائد شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل لاالہ الااللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے''۔

دلیل اس بات کی کہ ''ایمان دل سے عقیدہ رکھنے کا بھی نام ہے''، عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ارکانِ ایمان سے متعلق گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾ (المائدہ:23) ''اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ)) (بخاری، مسلم) ''انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی نفاق کی علامت ہے''۔

دلیل اس بات کی کہ ایمان (اللہ کی) اطاعت سے بڑھتا ہے۔۔۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُهُۥ زَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (الانفال:2)''ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ لوگ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَٰنًا مَّعَ إِيمَٰنِهِمْ﴾ (الفتح:4)''وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا، تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ مزید ایمان میں بڑھ جائیں''۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِينَ ءَامَنُوا إِيمَٰنًا﴾ (المدثر:31)''اور ایمان والے ایمان میں بڑھ جائیں''۔

اس بات کی دلیل کہ (ایمان) نافرمانی سے گھٹتا ہے خود زیادتی ایمان پر دلالت کرنے والے نصوص ہیں، اس لیے کہ ایمان کے زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کم تھا۔

ایک حدیث کے سیاق میں امام بخاریؒ اپنی صحیح میں ''کتاب الایمان'' کے تحت باب نمبر: 33 میں فرماتے ہیں۔ ''جب کامل چیز کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے تو وہ ناقص ہو جاتی ہے''۔

اسی طرح ایمان کی شاخوں پر مشتمل حدیث جو پچھلی سطروں میں گزری ہے، زیادتی اور نقصانِ ایمان کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ اس بات پر ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) (مسلم) ''جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر طاقت نہیں تو زبان سے (روکے)، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔

اس حدیث میں واضح ہے کہ منکر کا انکار کرنا ایمان میں داخل ہے۔

﴿27﴾ اگر پوچھا جائے کہ ایمان کے کتنے ارکان ہیں؟

تو کہو: ایمان کے چھ (٦) ارکان ہیں۔ دلیل عمر بن خطاب ﷛ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ سے جبریل علیہ السلام نے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

(اَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰہِ، وَمَلَآئِکَتِہٖ، وَکُتُبِہٖ، وَرُسُلِہٖ، وَالْیَوْمِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیرِہٖ شَرِّہٖ)، ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر، نیز اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھو۔ تو جبریل نے کہا: آپ نے سچ فرمایا''۔ (یہ ابو ہریرہ ﷛ سے بخاری ومسلم میں مروی ہے)

﴿28﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ بندے اور اس کے رب کے درمیان احسان کی کیا تعریف ہے؟

تو کہو: احسان یہ ہے کہ " اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ یَرَاكَ" تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تمہارے دیکھنے کی کیفیت پیدا نہ ہو پس وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے) جیسا کہ صحیح مسلم نمبر (8) میں عمر بن خطاب ؓ سے مروی حدیث میں آیا ہے۔

﴿29﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ اللہ، اس کے رسول اور اس کے دین کو گالی دینے، یا ان میں سے کسی کے مذاق اڑانے کا کیا حکم ہے؟

تو کہو: یہ تو بہت بڑا کفر ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرے گا وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَءَایٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ☆ لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمٰنِكُمْ﴾ (التوبۃ:65-66) ''آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کا اور اس کی آیتوں کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو، تم بہانے نہ بناؤ، یقیناً تم ایمان لانے کے بعد بے ایمان ہو گئے''۔ (*)

(*) کوئی شخص نبی کریم ﷺ کو یا دیگر انبیاء ورسل میں سے کسی کو گالی دے تو دونوں برابر ہے۔ چاہے وہ پیغمبر انسانوں کا ہو، یا فرشتوں میں سے ان کا قاصد۔ اسی طرح ان تمام سے دشمنی کرنا یا ان میں سے کسی ایک سے دشمنی کرنا دونوں برابر ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾ (الحج:75) ''اللہ ہی فرشتوں اور انسانوں میں رسولوں کو چنتا ہے''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (البقرہ:285) (بقیہ صفحہ 22 پر)

﴿30﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کا کیا انجام ہوگا؟

تو کہو: مومنوں کا بدلہ جنت ہے جو اعلی علیین میں ہے۔

دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ☆ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ، ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ (البینۃ:7۔8) ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوے، یہ (سب) اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے''۔

اور کافروں کا بدلہ جہنم ہے جو اسفل سافلین (سب سے نچلے حصہ) میں ہے۔ دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ﴾ (فاطر:36) ''اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کا فیصلہ ہوگا کہ وہ مر جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں''۔

جنت اعلی علیین میں ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ، عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ، عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ﴾ (النجم:13۔15)

''انہوں نے (یعنی آپ ﷺ نے) تو اس کو (یعنی جبریل کو) ایک اور مرتبہ دیکھا تھا، سدرۃ المنتہی کے

(حاشیہ بقیہ صفحہ 21 کا) ''اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان ہم فرق نہیں کرتے ہیں''۔۔۔۔ارشاد ربانی ہے:

﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ .... وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ (البقرۃ:136)

''تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسی، عیسی اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے''۔۔۔۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿من كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل وميكال فان الله عدو للكافرين﴾ (البقرۃ:98) ''جو اللہ کا اور اس کے فرشتوں، رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے''۔

پاس، اسی کے پاس جنۃ الماوی ہے''۔

دلیل اس بات کی کہ جہنم اسفل سافلین (سب سے نچلے حصے) میں ہوگی، براء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اُكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي سِجِّينٍ، فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى﴾ (یہ حدیث حسن درجہ کی ہے) ''تم میرے بندے کو سجین والوں میں شمار کرو، جو سب سے نچلی زمین میں ہے''۔

ہم کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے کی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے، بجز اس کے جس کے حق میں کوئی دلیل پائی جائے۔ اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ﴾ (الاسراء: 36) ''جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو''۔

﴿31﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ انسان کے کتنے ٹھکانے ہیں؟

تو کہو: انسان کے تین ٹھکانے ہیں۔

1۔ (دار الدنیا الفانیۃ) فنا ہونے والی دنیا کا ٹھکانہ: دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران: 185) ''دنیوی زندگی تو صرف دھوکہ کا سامان ہے''۔

2۔ (دار البرزخ) برزخ کا ٹھکانہ: دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (المومنون: 100) ''ان کے پیچھے برزخ (کی زندگی) ہے، ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک''۔

3۔ (دار القرار) ہمیشگی کا ٹھکانہ: دلیل، آل فرعون کے ایک مومن کے اس بیان میں ہے جسے قرآن نے نقل کیا ہے: ﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُالْقَرَارِ﴾ (غافر: 39) ''اے مری قوم! یہ حیاتِ دنیا متاعِ فانی ہے، (یقین مانو کہ) قرار اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی ہے)

﴿32﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ آخرت کی پہلی منزل کون سی ہے؟

تو کہو: آخرت کی پہلی منزل قبر ہے۔ دلیل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ﴾ (ترمذی، ابن ماجہ، احمد۔ یہ حسن درجہ کی حدیث ہے)

”یقیناً قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر کوئی اس سے نجات پا لیا تو بعد کی منزلیں بہت ہی آسان ہوں گی، اور اگر اس سے نجات نہ پایا تو بعد کی منزلیں بہت ہی کٹھن ہوں گی“۔

﴿33﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ عذاب قبر اور نعیم قبر (یعنی قبر کی نعمتوں) کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

تو کہو: میرا عقیدہ ہے کہ وہ برحق ہے اس شخص کیلئے جو اس کا اہل ہو۔ دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ﴿عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ﴾ (بخاری، مسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں) ”عذاب قبر برحق ہے“۔

اور انہیں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتنۂ قبر، عذابِ قبر، اور فتنۂ مسیح دجال سے پناہ مانگتے تھے۔ (بخاری، مسلم) اس حدیث میں فتنۂ قبر، عذابِ قبر، اور فتنۂ مسیح دجال اکبر کا ثبوت ہے۔

اور نعیمِ قبر (یعنی قبر کی نعمتوں) کے دلائل میں سے براء ؓ کی حدیث ہے، جس میں وارد ہے: ﴿وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيُقَالُ : أَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ ، وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ طِيْبِهَا وَرَوْحِهَا......﴾ ”رہا مومن تو اس سے متعلق (فرشتوں سے) کہا جائے گا: تم اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو، تو اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگے گی“۔

﴿34﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ (مرنے کے بعد) دوبارہ اٹھائے جانے، حساب کتاب اور نامۂ اعمال سے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

کہو: میرا عقیدہ ہے کہ (یہ سب) برحق ہے۔ دلیل اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ (التغابن: 7) ”کافروں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے، آپ کہہ دیجیے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے، پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے“۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ، وَيَنْقَلِبُ إِلٰٓى أَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا، وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا، وَيَصْلٰى سَعِيْرًا﴾ (الانشقاق: 6-12) ”جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف ہنسی خوشی لوٹ

آئے گا، ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ بہت جلد موت کو پکارنے لگے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا“۔

﴿35﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ کیا مؤمن قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟

تو کہو: ہاں وہ اپنے رب کو حشر کے میدان میں اور جنت میں دیکھیں گے۔ دلیل فرمان الٰہی ہے: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامۃ: 22،23) ”اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے“۔

صحیحین میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ ”یقیناً تم عنقریب اپنے رب کو قیامت کے روز دیکھو گے“۔

صحیح مسلم میں حماد بن سلمہ سے اور وہ ثابت سے، اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے، اور وہ صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ))۔ ”اللہ تبارک وتعالیٰ (جنتیوں سے) فرمائے گا: کیا تم کسی اور چیز کی خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہیں مزید عطا کروں؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی! پھر اللہ پردہ ہٹائے گا (اور جنتی اپنے رب کا دیدار کریں گے) پس وہ کوئی چیز ایسی نہیں دیے گئے ہوں گے جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو“۔(*) کافر قیامت کے دن دیدارِ الٰہی سے محروم رہیں گے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (المطففین: 15) ”ہرگز یہ لوگ اس دن اپنے رب (کو دیکھنے) سے روک لیے جائیں گے“۔

(*) یہ حدیث نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس حدیث کے متعلق کسی کی تنقید صحیح ہوسکتی ہے! اس لیے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب ”التمییز“ میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ حماد بن سلمہ، ثابت سے روایت کرنے میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہیں“۔ ابن معین کہتے ہیں جو کوئی ثابت کے سلسلے میں حماد بن سلمہ کی مخالفت کرے تو بات حماد ہی کی معتبر ہوگی۔

﴿36﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ قرآن کریم کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے جو کہ مصحف کی شکل میں ہے؟

تو کہو: میرا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے،

دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ (التوبۃ:6) ''اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو تم اسے پناہ دے دو، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے''۔

﴿37﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ کیا قرآن عربی زبان میں ہے یا عجمی (دوسری زبان) میں ہے؟

تو کہو: وہ عربی زبان میں ہے۔ دلیل اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (الزخرف:30) ''یقیناً ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے، تا کہ تم سمجھ لو''

ارشاد ربانی ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾ (الشعراء:193۔195) ''اسے امانت دار فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) لے کر آئے ہیں، آپ ﷺ کے دل پر اترا ہے کہ آپ ﷺ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں، صاف عربی زبان میں ہے''۔

﴿38﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ کے نام اور صفات ہیں؟

تو کہو: ہاں! اللہ کے نام اور صفات ہیں، اس کی عظمت وجلال کے شایان شان۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ (الاعراف:180) ''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، تو ان ناموں سے اللہ کو پکارو''۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (النحل:60) ''اور اللہ کے لیے تو بہت ہی بلند مثال ہے، وہ بڑا ہی غالب اور باحکمت ہے''۔

اللہ عزوجل کے نام بے شمار ہیں، ان کی تعداد کا ہمیں علم نہیں ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ ......)) ''تیری تعریف اور خوبی کو میں گن نہیں سکتا''۔ (اس حدیث کو مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے)۔

﴿39﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی غیب جانتا ہے؟

تو کہو: اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔ دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ (آل عمران: ۱۷۹) ''اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ تم کو غیب سے آگاہ کر دے''۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ (یونس:20) ''آپ علیہ السلام کہہ دیجیے غیب تو اللہ ہی کے لیے ہے''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (الانعام:59) ''اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا''۔

﴿40﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟

تو کہو: قیامت کا معاملہ غیب کی ان باتوں میں سے ہے جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (لقمان:34) ''یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (فصلت:47) ''قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے''۔

بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (لَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ) ''اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی''۔

﴿41﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ عمل کی قبولیت کے کتنے شرائط ہیں؟

تو کہو: (عمل کی قبولیت کے) تین شرائط ہیں:

1۔ اسلام: کافر کا عمل اللہ تعالی قبول نہیں کرتا۔ دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا﴾ (الفرقان:23) ''انہوں نے جو بھی عمل کیے ہیں ہم ان کی طرف بڑھ کر انہیں بکھرے ہوئے ذروں کی طرح کر دیں گے''۔

2۔ اخلاص وللٰہیت: دلیل قرآن کی یہ آیت ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البینة:5) ''اوران کو تو صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے دین خالص کرتے ہوئے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قدسی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ

وَتَعَالَى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ)) (مسلم) ''اللہ تعالی نے فرمایا: میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں''۔

3۔ رسول اللہ ﷺ کی پیروی: دلیل ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مسلم میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ''جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے''۔

﴿42﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ مشروع (جس کی اجازت شریعت نے دی ہے) وسیلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

تو کہو: تین قسمیں ہیں:

1۔ اللہ کے نام اور اس کی صفات کا وسیلہ: دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف:180) ''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ کو پکارو''۔ فرمان الہی ہے: ﴿وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (النمل: 19) ''اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے''۔

2۔ بندے کا اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے یہاں وسیلہ پکڑنا : دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران: 16) ''جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے، اس لیے تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (آل عمران:53) ''اے ہمارے پروردگار! تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی پیروی کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے''۔

حدیث میں ان تین آدمیوں کا واقعہ مذکور ہے، جن (جو غار کے منہ پر) چٹان گر جانے کی وجہ سے پھنس گئے تھے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے خالص عمل کا وسیلہ پکڑا۔ (بخاری، مسلم)

3۔ نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ: دلیل انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بارشیں نہیں ہو رہی ہیں، لہٰذا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر بارش برسائے۔ تو آپ نے دعا کی، پھر فوراً ہم پر بارش برسائی گئی۔(*)

﴿43﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ کیا دین میں بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) بھی ہے؟

تو کہو: ہر (قسم کی) بدعت گمراہی ہے۔ دلیل عرباض رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (جو سوال نمبر: 19 میں گزر چکی ہے) اور اسی میں ہے: ((کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ''ہر (قسم کی) بدعت گمراہی ہے''۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بھی خطبہ دیتے...... تو فرماتے: ((اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ، وَخَیْرَ الْهُدٰی هُدَی مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) (مسلم)
''اما بعد! یقیناً سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور سب سے بدترین بات دین میں ایجاد کردہ باتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

(*) اس حدیث میں ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی طرف سب سے افضل مخلوق (آپ ﷺ) کی دعا کا وسیلہ لیا ہے۔ وہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر یہ نہیں کہتے تھے کہ ''ہم تجھ سے تیرے نبی کی جاہ و مرتبت کے واسطے سے، یا تیرے نبی کے حق کے واسطے سے مانگتے ہیں۔ اگر اس کی اجازت شریعت میں ہوتی تو صحابہ ایسا ہی کرتے۔ لیکن کسی بھی صحابی نے نہ آپ ﷺ کی زندگی میں ایسا کیا اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد (اللہ سے) بارش طلب کی، اور (آپ کے چچا) عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ مسلمانوں کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ اس لیے کہ وہ ان میں عمر رسیدہ اور نیک انسان تھے، جیسا کہ (فتح الباری: 3/150) میں واضح کیا گیا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل سے دعا کی۔ اگر وہ عباس رضی اللہ عنہ کے جاہ و مرتبت کا وسیلہ لیتے تو (اس سے زیادہ حق زندگی میں) نبی ﷺ رکھتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کا رتبہ سب سے عظیم ہے، مگر آپ کے ساتھ ایسا نہیں کیا گیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھی، تو انہوں نے دعا فرمائی: ((اللهم انا نستشفع اليك اليوم بخيرنا وافضلنا ، اللهم انا نستشفع اليك اليوم بيزيد بن الاسود الجرشي)) ''اے اللہ! آج ہم میں کے بہترین اور افضل ترین انسان کو تیرے سامنے سفارشی بناتے ہیں اے اللہ! آج ہم یزید بن اسود جرشی کو سفارشی بناتے ہیں''۔ (پھر کہا) اے یزید! اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف پھیلائیے تو انہوں نے اپنے ہاتھ (دعا کے لئے) پھیلائے اور لوگوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پھیلا کر دعائیں مانگیں۔ ابھی لوگ اپنے گھروں کو بھی نہیں پہنچ پائے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ (ابن عساکر نے اس واقعہ کو تاریخ دمشق: 113,112/65 میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ (بحوالہ: التوسل از علامہ البانی رحمہ اللہ، صفحہ 45)

﴿44﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ وہ کون سی بدترین مخلوق ہے جن سے ہمیں بغض رکھنا ضروری ہے؟

تو کہو: یہود ونصاریٰ اور مشرکین۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ (البينة:6) ''یقیناً جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوے اور مشرکین جہنم کی آگ میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہی لوگ سب سے بدترین مخلوق ہیں''۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ (المجادلة:22) ''اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے گہری محبت رکھتے ہوے نہیں پائیں گے''۔

﴿45﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ جمہوریت (ڈیموکریسی) کیا ہے؟

تو کہو: قرآن وسنت سے بے نیاز ہو کر خود ایجاد کردہ اصولوں کی بنیاد پر لوگوں پر حکمرانی کرنا (جمہوریت ہے)۔

﴿46﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ اس کا حکم کیا ہے؟

تو کہو: وہ بڑا شرک ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (یوسف: 40) ''حکمرانی صرف اللہ ہی کی ہے''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکھف:26) ''اور وہ اپنی حکمرانی میں کسی کو شریک نہیں کرتا''۔

﴿47﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ انتخابات (الیکشن) کی حقیقت کیا ہے؟

تو کہو: انتخابات شریعت سے ٹکرانے والے جمہوری نظام ہی کا ایک حصہ ہے جن میں کافروں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ جب کہ ان کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ اس (طرز حکومت) میں بہت سے نقصانات ہیں، جن سے مسلمانوں کو کسی بھی قسم کا فائدہ نہیں پہنچتا۔ ان اہم نقصانات میں سے چند یہ ہیں:

- اکثریت کی بنیاد پر حق کو باطل کے مساوی اور حق پرست کو باطل پرست کے برابر قرار دیا جاتا ہے۔

❁ (اللہ کی خاطر) دوستی اور دشمنی ختم کر دی جاتی ہے۔

❁ مسلمانوں کے شیرازے کو منتشر کر دیا جاتا ہے اور ان کے درمیان عداوت و دشمنی، گروہ بندی اور تعصب کا بیج بویا جاتا ہے۔

❁ دھوکہ دہی، حیلہ سازی اور جھوٹ عام ہوتے ہیں، وقت اور مال کا ضیاع ہوتا ہے، عورتوں کی عزت وناموس محفوظ نہیں رہتی۔ اور علوم شریعت اور اس کے حاملین پر اعتماد کمزور ہو جاتا ہے۔

﴿48﴾ اگر پوچھا جائے کہ: حزبیت (جماعت بندی، تنظیم سازی، پارٹی بازی، فرقہ بندی، حزبِ اختلاف) کا کیا حکم ہے؟

تو کہو: گروہ بندی حرام ہے، سوائے اللہ کے گروہ کے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ (الروم: 31-32) ''اور تم مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی فرقوں میں بٹ گئے اور ہر فرقہ اپنے پاس موجود چیز میں مگن ہے''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: 103) ''تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو اور فرقہ میں نہ بٹ جاؤ''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾ (الانبیاء: 92) ''یقیناً یہ تمہاری امت جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے، اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، پس تم میری ہی عبادت کرو''۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلہ: 22) ''خبردار اللہ کی جماعت ہی کامیاب لوگ ہیں''۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً (أَيْ فِرْقَةً) وَاحِدَةً)) قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَاأَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي) (ترمذی: 5/26۔ معاویہ ﷛ کی حدیث بھی اس کے لیے شاہد ہے۔ ابوداؤد: 4597۔ احمد: 4/102۔ دوسرے شواہد کے مطابق یہ حدیث حسن درجہ کی ہے) ''میری امت تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی، سب کے سب جہنم میں ہوں گے سوائے ایک کے، لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی جماعت ہے؟ آپ نے

فرمایا: (یہ وہ جماعت ہے) جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

اور آپ ﷺ کا کہنا: ﴿كُلُّهَا فِي النَّارِ﴾ "یعنی تمام فرقے جہنم میں ہوں گے"، اس میں اہل الہوا (خواہش پرستوں) کا حال اور ان کی جرح کا بیان ہے۔

﴿49﴾ اگر پوچھا جائے کہ سب سے گمراہ فرقے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کون ہیں؟

تو کہو: یہ باطنی، رافضی (شیعہ)، جہمیہ اور غالی صوفی ہیں۔

فقہ کے مبادیات

﴿50﴾ ہر عبادت کے لیے نیت کا ہونا ضروری ہے اور نیت کا مقام دل ہے۔

دلیل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ))۔ (بخاری، مسلم) "یقیناً اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"۔

﴿51﴾ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بدعت ہے۔

دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) ۔ (بخاری، مسلم) "جس نے تمہاری اس شریعت میں ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

﴿52﴾ اگر تم سے پوچھا جائے کہ بدعت کیا ہے؟

تو کہو: ہر وہ بات بدعت ہے جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد عبادت کی غرض سے ایجاد کی گئی ہو اور اس پر قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہ ہو۔

﴿53﴾ اللہ نے پانی کو پاک بنایا ہے جو نجاست اور حدث کو دور کرتا ہے۔

دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ (الفرقان:48)

"اور ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا"۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾ (الانفال:11)

"اور وہ تم پر آسمان سے پانی برساتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے تم کو پاک کر دے"۔

﴿54﴾ جو بیت الخلاء جانا چاہے وہ کیا پڑھے؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ جب بیت الخلا جاتے تو (یہ دعا) پڑھتے: ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) (بخاری، مسلم) ”اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں“۔

﴿55﴾ قضاء حاجت کے آداب:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا: ((عَلَّمَکُم نَبِیُّکُمْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی الْخِرَاءَةَ، قَالَ: اَجَلْ، لَقَدْنَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ، اَوْاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ، اَوْاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ)) (مسلم) ”تمہارے نبی نے تو تم کو ہر چیز سکھلا دی ہے، یہاں تک کہ استنجاء کرنے کا طریقہ بھی؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے ہم کو روکا ہے، پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ رو ہونے، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین پتھروں سے کم میں پاکی حاصل کرنے سے۔

﴿56﴾ نماز وضو کے بغیر نہیں ہوتی۔

دلیل بخاری، مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَاتُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ))۔ (متفق علیہ) ”جس شخص کو حدث لاحق ہو جائے اس وقت تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی، جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے“۔

اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَاتُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ))۔ ”بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی“۔

﴿57﴾ اعضاء وضوء یہ ہیں:

چہرہ دھونا (اسی میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا شامل ہے) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا، سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا، اور دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ﴾ (المائدہ:٦) ”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو

ٹخنوں سمیت دھولو"۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے بھی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) (بخاری، مسلم) "(وضو میں سوکھی چھوڑی گئی) ایڑیوں کے لئے آگ کی وعید ہے۔

﴿58﴾ وضو کرتے ہوئے دائیں جانب سے (شروع) کرنا اور اعضاء وضو کی چمک اور روشنی میں اضافہ کرنا۔ دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو دھویا، یہاں تک کہ پٹھے کو دھونے لگے۔ پھر اسی طرح اپنے بائیں ہاتھ کو پٹھے تک دھویا، پھر آپ نے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دائیں پیر کو پنڈلی تک دھویا، اسی طرح اپنے بائیں پیر کو پنڈلی تک دھویا اور کہا: ((أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ)) (مسلم) "مکمل وضو کی وجہ سے قیامت کے دن تم روشن چہرے اور روشن اعضاء (والے) ہونگے"۔ سنن ابوداؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح سند سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ)). "جب تم لباس پہنو اور وضو کرو تو اس کا آغاز اپنے دائیں جانب سے کرو"۔

﴿59﴾ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بہترین طریقہ یہ ہے:

کہ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، اور ناک جھاڑی، (کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے لیے آپ ﷺ بیک وقت ایک ہی چلو پانی سے کام لیتے تھے، ایسا تین مرتبہ کرتے تھے) پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت پٹھے تک تین مرتبہ دھویا، پھر آپ ﷺ نے سر کا مسح ایک مرتبہ نئے پانی سے کیا، مسح کا آغاز اگلے حصے سے کیا، یہاں تک کہ دونوں ہاتھ گدی تک لے گئے، پھر انہیں اس مقام پر لوٹایا جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ پھر اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت پنڈلی تک دھویا۔ یہ سب اعمال عثمان رضی اللہ عنہ کی اس متفق علیہ حدیث سے ثابت ہیں، جس میں دیگر صحیح احادیث کے مقابلے میں کئی ایک اضافے ہیں۔

نماز سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے۔ دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)) (بخاری، مسلم) "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت میں پڑ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔

﴿60﴾ جو آدمی وضو کرنے کے بعد موزے یا جوتے پہنے:

اس کے لیے ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ اگر وہ مقیم ہو تو ایک دن اور ایک رات، اور اگر مسافر ہو تو تین دن اور تین رات تک ان پر مسح کر سکتا ہے۔ دلیل ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی ﷺ نے مسافر کو رخصت دی ہے کہ اگر وہ وضو کر کے موزے پہن لے، پھر وہ نیا وضو کرے تو ان پر تین دن اور تین رات تک مسح کر سکتا ہے۔ اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (تک مسح کرنے کی اجازت دی گئی ہے) ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور یہ حسن حدیث ہے اور اس حدیث کے کئی شواہد ہیں جن کے ذریعہ وہ صحیح ہو جاتی ہیں۔

مسح موزوں کے اوپری حصے پر کیا جاتا ہے۔ دلیل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے موزوں کے اوپری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد۔ صحیح)

﴿61﴾ اگر نماز کا وقت آجائے اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کر لو۔

دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾ (المائدہ:6) ''اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لو''۔

آیت میں ''صعید'' سے مراد زمین کی مٹی ہے۔ دلیل حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ)) (مسلم) ''پوری زمین ہمارے لیے مسجد بنا دی گئی ہے اور اگر ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی ہمارے لیے پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے''۔

﴿62﴾ جب تم وضو سے فارغ ہو جاؤ تو کہو:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) ۔ دلیل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ، فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَاب

الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ)) (مسلم) ''تم میں سے جو کوئی اچھی طرح وضو کرے، پھر یہ کہے: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)) اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ وہ جس (دروازے) سے چاہے داخل ہو جائے''۔

﴾63﴿ وضو کو توڑنے والی چیزیں:

1۔ پیشاب اور پاخانہ کے راستے سے کسی چیز کا نکلنا: دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ))۔ ''اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جسے حدث لاحق ہو جائے، یہاں تک کہ وہ وضو کر لے''۔

2 اور 3۔ گہری نیند اور جنابت: دلیل صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ جب ہم سفر پر ہوں تو تین دن اور تین رات تک اپنے موزے نہ اتاریں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔ البتہ بول و براز اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ حسن حدیث ہے)

انبیاء کی نیند ان کے وضو کو توڑنے والی نہیں ہوتی، اس لیے کہ صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ((اَلْاَنْبِيَاءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ))۔ ''انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں، مگر ان کا دل نہیں سوتا''۔ اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔

4۔ شرمگاہ کو چھونا: دلیل بُسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ)) (ترمذی، حسن) ''جو اپنی شرمگاہ چھوئے وہ وضو کرنے تک نماز نہ پڑھے''۔

یہ حدیث مسند احمد وغیرہ میں وارد شواہد کی وجہ سے درجۂ صحیح کو پہنچتی ہے۔ ان میں سے ایک روایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((اَيُّمَا رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْيَتَوَضَّأْ))۔ ''جو مرد بھی اپنی شرمگاہ چھولے وہ وضو کر لے اور جو عورت بھی اپنی شرمگاہ چھولے اسے بھی وضو کرنا چاہیے''۔

5۔ اونٹ کا گوشت کھانا: دلیل جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک آدمی نے رسول ﷺ

سے پوچھا: کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو کریں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (مسلم)

6۔ارتداد: (اسلام سے پھر جانا) یہ چیز جس طرح وضو کو توڑ دیتی ہے اسی طرح اسلام سے بھی خارج کر دیتی ہے۔دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَٰنِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ﴾ (المائدہ:5) ''جو ایمان کا انکار کرے اس کا عمل بے کار ہو گیا''۔

7۔دیوانگی، بے ہوشی اور نشہ وغیرہ کے ذریعے عقل کا زائل ہو جانا، یا ان جیسی عقل کو زائل کر دینی والی دواؤں کا استعمال کرنا۔علماء کا اجماع ہے کہ ان کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

﴿64﴾ ہر مسلمان پر دن ورات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

دلیل طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے متعلق پوچھا تو آپ نے (اس سے اسلام کی بنیادی باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے) فرمایا: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) (بخاری، مسلم) ''دن ورات میں پانچ وقت کی نمازیں ہیں''۔ اگر پوچھا جائے کہ پانچ نمازوں میں کتنی رکعتیں ہیں؟ تو کہو: ان میں (کل) سترہ رکعتیں ہیں۔ظہر میں چار، عصر میں چار، مغرب میں تین، عشاء میں چار، اور فجر میں دو رکعتیں۔سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں (چار چار کی بجائے) دو دو رکعت پڑھی جائیں گی، تو (اس وقت) کل گیارہ رکعتیں ہوں گی۔

﴿65﴾ ہر نماز کے لیے اس کے وقت کے داخل ہونے کے بعد ہی اذان دی جائے گی۔

دلیل مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)) (بخاری، مسلم) ''جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے اور تم میں جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے''۔

﴿66﴾ جو اذان سنے وہ وہی کلمات دہرائے جو مؤذن کہتا ہے۔

دلیل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ)) (بخاری، مسلم) ''جب تم اذان سنو تو ویسے ہی کہو جیسے موذن کہتا ہے''۔

﴿67﴾ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ تو قبلہ رخ ہو جاؤ۔

دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ﴾ (البقرۃ:144) ''ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں''۔

﴿68﴾ نماز میں چار مقامات پر رفع الیدین کرنا:

دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، اور جب رکوع کرتے تو آپ ﷺ دونوں ہاتھ کو اٹھاتے، اور جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور جب (آپ ﷺ دو رکعت پڑھ کر) تیسری رکعت کے لیے اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے''۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم) دو رکعت پڑھ کر اٹھتے وقت رفع الیدین کی حدیث روایت کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ منفرد ہیں۔

﴿69﴾ تکبیر تحریمہ کے بعد استفتاح کی سب سے صحیح دعا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے اللہ اکبر کہتے تو قرآن شروع کرنے سے پہلے تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ اس وقت کیا پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا: میں (اس وقت یہ دعا) پڑھتا ہوں: ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) (بخاری، مسلم) ''اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری پیدا کر دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری پیدا کر دی، اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے''۔

﴿70﴾ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے آہستہ سے ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) اور ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) پڑھنا۔

دلیل فرمانِ الٰہی ہے: ((فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْءَ انَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) (النحل:98) ''جب تم قرآن پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے کرتے تھے''۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ (یہ روایت مسند احمد:3/179۔ اور نسائی:2/135 میں صحیح سند سے منقول ہے)

﴿71﴾ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) اور ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھو:

دلیل عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَاصَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) (بخاری، مسلم) ''اس شخص کی نماز نہیں ہوگی جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی''۔

﴿72﴾ نماز اطمینان سے ادا کی جائے:

دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس نے اپنی نماز صحیح طور پر ادا نہیں کی تھی: ((اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَاتَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا))۔ (بخاری، مسلم) ''جب تم نماز کا ارادہ کرو تو تکبیر کہو، پھر قرآن کا وہ حصہ جو تمہیں یاد ہے اس میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو، پھر رکوع کرو اور پوری طرح اطمینان سے رکوع کرو، پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور پورے اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو اور پورے اطمینان سے سجدہ کرو، پھر اپنی بقیہ نماز اسی طرح (اطمینان سے) ادا کرو''۔

﴿73﴾ دونوں ہاتھوں کو (زمین پر) ٹیکتے ہوئے سجدے کو جائے۔

دلیل براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب ((سَمِعَ اللّٰهُ

لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہیں جھکاتا جب تک کہ آپ ﷺ سجدے میں نہ چلے جاتے۔ پھر ہم آپ ﷺ کے (سجدے میں جانے کے) بعد سجدے میں جاتے۔ (بخاری، مسلم) اور پیٹھ کا جھکانا اسی وقت ہوگا جب ہاتھوں کے سہارے سجدے کے لیے جائیں۔

﴿74﴾ رکوع اور سجدے کے اذکار:

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رکوع میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) کہتے تھے۔ (مسلم:772) رکوع اور سجدے کی تسبیحات کم سے کم تین مرتبہ ہونی چاہیے۔ یہ بات نبی ﷺ سے مختلف روایتوں میں وارد ہے۔ رکوع میں زیادہ سے زیادہ ذکر کرے اور سجدے میں تسبیح کے بعد زیادہ سے زیادہ دعا کرے۔ دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُم)) (مسلم) ''رکوع میں اپنے رب عزوجل کی عظمت بیان کرو، اور سجدے میں پوری کوشش سے (خوب گڑگڑا کر) دعا کرو، تو زیادہ امید ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں''۔

﴿75﴾ نماز میں تشہد :

تشہد کے سب سے صحیح کلمات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی نماز میں (تشہد کے لیے) بیٹھے تو (یہ دعا) پڑھے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))۔ (بخاری، مسلم) ''اللہ ہی کے لیے ہیں میری تمام قولی، فعلی اور عملی عبادتیں، سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات بھی، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

﴿76﴾ تشہد میں بیٹھنے اور اشارہ کرنے کا طریقہ:

جیسا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے"۔(مسلم)

﴿77﴾ تشہد (پڑھنے) کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھنا:

دلیل فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُوا بَعْدُ بِمَا شَاءَ)) (ابوداود۔ صحیح) "تم میں سے کوئی جب دعا مانگنے لگے تو پہلے اسے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثناء کرنی چاہیے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے"۔

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے سب سے بہترین کلمات وہ ہیں جو ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے ہیں، کہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا ہم کس طرح آپ ﷺ پر درود بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ.. (مسلم) "اس طرح کہو: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))۔ "اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی دونوں جہانوں میں آل ابراہیم پر، یقیناً تو قابل تعریف ہے، بڑی شان والا ہے"۔

﴿78﴾ سلام پھیرنے سے پہلے دعا کرنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ))۔ (مسلم:588) "جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے، عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی اور موت

کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے''۔(مطلب یہ کہ یوں کہے:اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)

﴿79﴾ سوتے اور جاگتے وقت پڑھنے کی چند دعائیں :

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ سونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((بِاسْمِكَ اللّٰھُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيَا))۔''یعنی تیرے ہی نام سے اے اللہ میں مرتا اور جیتا ہوں''۔

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے:((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ))۔''یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے موت دینے کے بعد ہمیں زندہ کیا اور اسی کی طرف دوبارہ لوٹنا ہے''۔(بخاری)

﴿80﴾ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا:

دلیل عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:((يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ))۔''اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ کر کھانے کا آغاز کرو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ''۔(عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔(بخاری، مسلم)

﴿81﴾ پڑوسیوں اور دوسرے مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے :

دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ نبی ﷺ نے فرمایا:((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))۔(بخاری، مسلم)''کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

جب تم کسی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو (پہلے) اجازت مانگو اور داخل ہونے سے پہلے سلام کرو۔دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا﴾۔(النور:28)''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔

ایک صحابی رسول سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے خادم سے کہا:

((اُخْرُجْ اِلَی ھٰذَا وَعَلِّمْهُ الاِسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ : قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)) ''تم اس صاحب کے پاس جاؤ اور انہیں اجازت لینے کے آداب سکھاؤ اور ان سے کہو کہ وہ یوں کہیں: السلام علیکم......کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (مسلم) ''آپس میں سلام کو عام کرو''۔

﴿82﴾ سچائی کو لازم پکڑو، اس لیے کہ وہ جنت کی طرف لے جاتی ہے :

دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي اِلَى الْبِرِّ، وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي اِلَى الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي اِلَى الْفُجُورِ، وَاِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي اِلَى النَّارِ))۔ (بخاری، مسلم) ''یقیناً سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لی جاتی ہے۔ جھوٹ فسق و فجور کی راہ دکھاتا ہے، اور فسق و فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے''۔

﴿83﴾ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا تم پر واجب ہے :

اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔﴾ (الاسراء:23) ''تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا''۔

﴿84﴾ کافروں کی مشابہت اختیار کرنے سے بچو

دلیل: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))۔ (احمد۔ حسن) ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہو جاتا ہے''۔

﴿85﴾ کثرت سے اللہ عزوجل کا ایسا ذکر کرتے رہو جو دلائل سے ثابت ہو۔

اس لیے کہ یہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ((وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ))۔ (الجمعۃ:۱۰) ''کثرت سے اللہ کا ذکر کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ

ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ))۔ (بخاری، مسلم) ”دو کلمے ایسے ہیں جو (ادائیگی میں) زبان پر ہلکے (یعنی آسان)، میزان میں بھاری ہیں، اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں، (وہ کلمے یہ ہیں) ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)) ۔ ”اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ، اللہ پاک ہے عظمتوں والا ہے“۔(*)

﴿86﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات کہتے۔ عائشہ نے ان کلمات سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابَعًا عَلَيْهِنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً : سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) (احمد۔ صحیح) ”اگر اس نے (مجلس میں) بھلی باتیں کہی ہیں قیامت تک کے لیے یہ (کلمات) اس کے لیے مہر کی مانند ہوں گے اور اگر (مجلس میں) کچھ ایسی ویسی باتیں ہو چکی ہیں تو یہ کلمات ان کے لیے کفارہ بنیں گے۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں) ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ))۔ ”تو پاک ہے اور تو ہر تعریف کا مستحق ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں“۔

(*) اس حدیث میں ترازو کا ثبوت ہے اور اس بات کا بھی کہ ترازو نیکیوں کے ذریعہ وزنی ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کو بھی ثابت کیا گیا ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

رابطہ کیلئے :

بمقام: بنگلور، موبائل نمبر: 09895893806, 09341169076

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی دستیاب ہے۔